

مذہبی اجتماعات میں خواتین کی شرکت

سوال: معززین علاقہ مساجد میں نماز جمعہ، تراویح، عیدین اور دیگر تقریبات میں اصلاح احوال اور تربیت کے لیے شرعی حدود کی پاسداری اور پردے کے مناسب اہتمام کے ساتھ خواتین کی شرکت کے خواہاں ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ دینی سلسلہ قرآن و سنت کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

(ڈاکٹر محمد نصر اللہ، گلشن حدید، فیئر، ٹو، کراچی)

جواب: قرآن مجید کا مخاطب مرد بھی ہے اور عورت بھی۔ اور دونوں اپنی اپنی جگہ اللہ کی بارگاہ میں تنہا مسئول بھی۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا مِنْكُمْ إِبْرَاهِيمَ وَنُوحًا وَادْرَی۔۔۔ (النعام ۹۳)

اور تم ہمارے پاس (جواب دہی کے لیے) کیلے، کیلے آؤ گے۔

زمانہ نزول قرآن میں، جو دین قائم کیا جا رہا تھا، اس میں عبادت اور تربیت کے پہلو سے مرد و عورت میں کوئی خاص تفریق نہیں تھی۔ مسجدوں میں مردوں کے ساتھ بچوں اور عورتوں کی صفیں ہوا کرتی تھیں۔ اس فرق کے ساتھ ابتدائی صفیں مردوں کے لیے درمیانی بچوں اور آخری صفیں عورتوں کے لیے تھیں۔ بس اتنا ہی فرق تھا۔ یہ نہیں تھا کہ عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا جاتا ہو۔ اور گھروں میں بیٹھے رہنے پر اصرار کیا جاتا ہو، اگر ایسا ہوتا تو دین صرف مردوں کا ہوتا۔ عورتوں کا کوئی دین نہ ہوتا۔

مسجد میں اپنی اصل میں شروع سے ہی عبادت کے ساتھ ساتھ تعلیم و تربیت اور تہذیب نفس کا مرکز رہی ہیں۔ اور تہذیب و تربیت کی ضرورت مرد و عورت دونوں کو یکساں ہوتی ہے۔ اگر ان میں سے کسی بھی ایک فریق کو تعلیم و تربیت کے لئے مخصوص کر لیا جائے اور دوسرے سے غفلت برتی جائے تو نتیجہ فکری اختلاف اور عملی انتشار کے سوا کچھ اور نہیں نکلا جائے گا۔ عورتوں کا اپنا الگ دین دھرم ہوگا اور مردوں کا اپنا۔ اور دونوں میں بعد ائمر قیام۔ اس لیے کہ دونوں کی تعلیم و تربیت الگ الگ راستوں سے ہو رہی ہوگی۔ ہاں اگر ان کا مرکز عبادت و تہذیب اور محو تعلیم و تربیت یکساں کر لیا جائے تو ہم فکری و ہم خیالی کی صورت میں مثبت رویے پروان چڑھیں گے اس لیے اسلام نے عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے بالکل نہیں روکا۔ بلکہ

عیدین کی نمازوں کے لئے تو رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو میدانوں میں آنے کی خصوصی تاکید کی تھی۔ حالانکہ بعض خواتین نے اپنی اذیت ماہانہ کا تہرہ شرعی بھی بتایا تھا مگر اس پر بھی رسول اللہ ﷺ نے انہیں آنے کا پابند کیا اور فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو مگر ایک طرف ہنسی نہ ہو۔ (صحیح البخاری، کتاب العیدین) اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان زمانہ جہاں خواتین زندگی کے تمام میدانوں میں مردوں کی طرح کام کر رہی ہیں وہیں عبادت و تربیت کے میدان میں بھی انہیں شرعی حدود کی پابندی کے ساتھ عبادت کرنے اور علم سیکھنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ عام نمازوں میں تو شاید ضرورت اس امر کی اس قدر واقعی نہ ہو، تاہم نماز جمعہ تراویح اور عیدین میں اور اسی طرح کے دیگر مقدس ملی و فکری اجتماعات میں خواتین کو شریک کیا جاسکتا ہے۔ تاکہ معاشرہ میں ہم آہنگی کی فضا قائم ہو سکے۔ اور دین کے سرچشموں سے دونوں فریق اپنی اپنی حیثیت اور بساط کے مطابق ایک ہی وقت میں یکساں مستفید ہو سکیں۔

قرآن مجید نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایک دوسرے کا اولیاء قرار دیا ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ۔ (التوبہ ۱۶)

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔

اس ولایت کی رو سے مومنوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ہمیشہ دوست، مددگار اور ہم نوا بنکر رہیں۔ اور یہ سمجھیں کہ جب انکی منزل مقصود اور اسکے حصول کے لیے ان کے راستے یکساں ہوں، مقام اجتماع بھی ایک ہو اور ممبروں کی بھی ایک ہو۔ اس دوستی، مددگاری اور ہمواری کی عملی شکل یہ ہونی چاہیے کہ مخلوط کچھنوں پر خواتین اپنے محرموں کے ساتھ شریک مجلس ہوں۔ باری صورت منفی اثرات و دیگر خطرات پیدا ہونے کی امکانی صورتیں مسدود ہیں گی اور صالحیت مہذبہ ہوگی اور ہر دو فریق میں باہمی اعتماد کی فضا بھی قائم رہے گی، بالخصوص خواتین میں اعتماد زیادہ ہو جائے گا جو انکی آئندہ کی زندگی میں متعدد پہلوؤں سے مددگار ثابت ہوگا۔

مسجدوں میں خواتین کی آمد کو یقینی بنانے کے لیے درج ذیل اقدامات کرنے کی ضرورت

ہے:

- ۱۔ مسجدوں میں آمد و رفت کے دروازے الگ الگ بنادئے جائیں۔
- ۲۔ یک منزل مسجدوں میں خواتین دو دروازے الگ الگ بنائیں۔
- ۳۔ دو یا تین منزل مسجدوں میں کوئی ایک منزل خواتین کے لیے وقف کر دی جائے۔
- ۴۔ کھلم کھلا اور عوامی ہوں میں خواتین کا پورشن (Portion) مردوں سے الگ بنایا جائے۔

۵۔ خواتین سادہ لباس میں نیک اپ اور خوشبو کے بغیر حاضر ہوں۔

اس طرح شرعی حدود کا لحاظ دیا جائے گا اور پردے کا مناسب انتظام بھی ہو جائے گا۔

اب ذیل میں وہ احادیث ملاحظہ ہوں۔ جن میں ہمارے موقف کی تائید بڑی وضاحت کے ساتھ نظر آتی ہے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کی عورت مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اسے منع نہ کرو۔ (رقم الحدیث ۸۹۱)

صحیح مسلم کی ہی ایک اور روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں جائے تو خوشبو نہ لگائے۔ (رقم الحدیث ۹۰۰)

صحیح بخاری کی روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تمہاری عورتیں رات کو مسجد میں جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دو۔ (صحیح بخاری، جلد اول، ص ۱۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع - کراچی ۱۳۱۵ھ)

امام بزار اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی بندہ یوں کو مسجدوں میں آنے سے مت روکو، تاہم انہیں چاہیے کہ وہ بغیر خوشبو کے آئیں۔ (حافظ نور الدین بن علی بن ابی بکر البیہقی (متوفی ۸۵۰ھ) کشف الاستار جلد اول ص ۲۲۲)

حلیم۔۔ اللہ کا صفاتی نام یا ایک طعام؟

سوال: بعض لوگ حرم میں ایک خاص پکوان پکاتے ہیں۔ جسے کھجور یا حلیم کہتے ہیں۔ حلیم تو اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ پھر یہ پکوان کا نام کیوں؟ (خبرین اقبال، کراچی)

جواب: بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے بیشمار صفاتی اسماء میں ایک اسم حلیم بھی ہے۔ اور وہ بھی اسی طرح محکوس، عظمت، بزرگی اور برکت کا حامل ہے۔ جس طرح اس کے دیگر اسماء۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ لوگوں نے اپنے ایک طعام کا نام اس اسم صفت پر رکھا ہوا ہے۔ جو کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

ہاں بیٹے! اگر اچھا آدمی مرے تو وہ جنت میں جاتا ہے

پھر تو مر جانا اچھی ہی بات ہے

اور کیا

قبر میں آدمی سڑ گھل جاتا ہے؟

ہاں سڑ گھل جاتا ہے۔

تو پھر جنت میں کیا چیز جائے گی؟

یہ جسم تو فقط لباس ہے۔ آدمی کی روح یہ لباس چھوڑ کر دوسرا لباس پہن لیتی ہے اور جنت میں چلی جاتی ہے۔

میری یہ بات شاید پوری طرح اس کی سمجھ میں نہ آسکی مگر وہ خاموش ہو گیا اور سوچنے لگا۔ یہ گفتگو اس وقت ہوئی جب مرحومہ ابھی میڈ اسپتال میں تھیں۔

ماں کے انتقال کے بعد لوگوں کو روتا ہوا دیکھ کر مجھ سے پوچھا کہ یہ لوگہ رو کیوں رہے ہیں؟ میں نے متوازن لہجے میں انگ لے جا کر بتایا کہ تمہاری بائی (مرحومہ کو ان کی ساری اولاد اور ان کے سب بھائیوں کے ساتھ) کا انتقال ہو گیا ہے۔ لوگ خواہ مخواہ رو رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ ذرا رویا۔ میں نے اسے سمجھایا تو وہ ایک منٹ خاموش ہو گیا۔ اور مجھ سے ایک دلخیز سوال کیا کہ پھر اب میری ماں کون بنے گا؟ میں نے کہا میں تمہارا باپ بھی ہوں اور ماں بھی۔ اس کے علاوہ تمہاری تو بہت سی مائیں ہیں۔ تمہاری سب بہنیں بھی تو تمہاری مائیں ہی ہیں۔ اس کے بعد وہ مطمئن ہو گیا۔ اور اپنے عام مشاغل میں لگ گیا تو جلدی دیر کے بعد بہت سی عورتیں اور مرد جمع ہو گئے تو اس نے کہا۔

یہ لوگ رو کیوں رہے ہیں؟ بائی کو کتنی تکلیف تھی۔ اس سے نہات مل گئی۔ اس سڑی لمبی دنیا سے وہ چلی گئیں۔ اب وہ بہت اچھی دنیا میں جا کر رہیں گی اس میں رونے کی کیا بات ہے؟

اس کے بالکل عین الفاظ تھے جو میں نے نقل کیے ہیں۔ مجھے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اس بچے کے اندر کسی ایسے فلسفی مومن کی روح بول رہی ہے وہ کھانا کھا کر سو گیا۔ صبح وہ خوش و خرم دوسرے بچوں کے ساتھ کھیتا رہا۔ دن کے سوا بارہ بجے جنازہ اٹھنے لگا تو اس نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلوں گا کیونکہ میں نے آج تک کوئی قبر نہیں دیکھی ہے۔ وہ جنازے کے ساتھ ساتھ قبرستان تک گیا۔ سب کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی۔ دفن تک وہ ادھر ادھر مختلف قبروں کو دیکھتا رہا۔ سب مٹی ڈال چکے تو وہ بھی آیا اور اپنے چھوٹے جسم پر مٹی ڈالی۔ پھر اپنے نازک ہاتھوں سے پتھروں کی چادر کا ایک کونہ پکڑ کر چادر گل رکھی

اور ہم سب کے ساتھ بڑا کھینچا گھر واپس آ گیا۔

مید کے دوسرے یا تیسرے دن وہ باصرار میرے ساتھ اپنی باجی کی قبر پر پھول چڑھانے گیا کچھ اور لوگ بھی تھے۔ اس وقت اس مصوم بچے نے مجھ سے پوچھا۔

اب اس قبر میں باجی پڑی ہوں گی؟

وہ یہاں کہاں؟ وہ تو جنت میں چلی گئیں۔

تو پھر اس میں کوئی چیز نہیں؟

قبر میں اب کیا رکھا ہے؟ اس کے بعد اس نے ایک عجیب سوال کیا

جب آدمی کو مرنا ہی ہے تو وہ پیدا کیوں ہوتا ہے؟

اللہ میاں اس لیے پیدا کرتے ہیں کہ دیکھیں آدمی اچھے کام کرتا ہے یا برے اگر اچھے کام کرے تو مرنے کے بعد جنت میں جاتا ہے اور برے کام کرے تو جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے یہ قبر تو صرف ایک دروازہ ہے اس دروازے سے اچھے لوگ جنت میں جاتے اور برے جہنم میں پہنچ جاتے ہیں۔

غرض مجھ پر بھی عجیب نزول سکینہ تھا اور میرے فرزند پر تو اس سے بھی زیادہ نزول سکینہ آج تک ہے۔ اور میرے خیال میں صوفی صاحب کے خواب کی یہی تعبیر ہے۔

نتیجہ

اس داستان خواب کو بیان کرنے سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ نہ خوابوں پر زیادہ اعتماد کرنا چاہیے اور نہ خوابوں کی تعبیر پر۔ نہ ہر خواب کی تعبیر ضروری ہے اور نہ ہر تعبیر کا درست ہونا لازمی ہے۔ خواب اور اس کی تعبیر بالکل بے حقیقت چیز بھی نہیں لیکن اس پر زیادہ اعتماد کرنے سے بہت سی ذہنی اور علمی کمزوریاں پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ خواب و خیال کی دنیا میں جتنا زیادہ اشتہاک ہوگا۔ اتنا ہی دنیائے بیداری کے کارخانے میں غلاء پیدا ہو جائے گا۔ بلاشبہ دنیا امیدوں پر قائم ہے۔ لیکن سوہم تو فطرت میں کھوجانا بھی صحیح نہیں۔

تقریباً یہی حال کشوف کا بھی ہے۔ کشف وغیرہ پر بھی زیادہ اعتماد درست نہیں بعض اوقات تو خود صاحب کشف کشف کا مطلب نہیں سمجھتا اور بعض اوقات اس میں ایسا ابہام سا ہوتا ہے کہ اس میں کئی پہلو ملتے ہیں۔ اور سننے والا اس سے جو مطلب اخذ کرتا ہے وہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

یہ ہے وہ سنی جو مرحوم کی موت مجھے دی گئی ہے۔ میں اسے اپنے تصور کو عام کرنے کی غرض سے شائع کر رہا ہوں۔ کوئی یوسف وقت ہو یا جن سیریں جیسا تعبیر خواب کا ملکہ رکھتا ہو تو بے شک اس کے

تعبیروں پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ خوابوں یا اس کی سرسری تعبیروں پر بیداری کی زندگی کا دار و مدار نہیں رکھنا چاہیے۔

قابلِ حلفی نقصان

مرحوم کی وفات سے میرا جو قابلِ حلفی نقصان ہوا وہ علمی و ادبی نقصان ہے۔ اس سلسلے میں ایک لطیف سن لکھنے۔ ایک بار مرحوم ڈاکٹر عبدالحکیم نے مجھ سے کہا: بعض الفاظ ہم لوگوں کی زبان پر ایسے بھی جاری ہیں جن کے صحیح مفہوم سے ہم لوگ آشنا نہیں۔ بتائیے ہم "طلوہ ماخذ" "یولا کرتے" ہیں۔ ماخذ سے کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا اکل بتاؤں گا۔ دوسرے دن انہیں بتایا کہ طلوع کے ساتھ جو بڑے بڑے پراخے ہوتے ہیں۔ انہیں "ماخذ" کہتے ہیں۔ پوچھا۔ یہ کس لغت میں دیکھا ہے؟ میں نے کہا۔ "زوج اللغات" میں۔ پوچھا۔ کونسا لغت ہے؟ میں نے کہا یہ صرف میرے پاس ہے یہ کوئی کتاب نہیں بلکہ میری زوجہ محترمہ ہے۔ جس محاورے، روزمرہ، ضرب الامثال، کہاوت، الفاظ، تہکیر، تہنیت وغیرہ کا مجھے علم نہیں ہوتا یا مجھے شک رہتا ہے اسے میں اسی زوج اللغات سے دریافت کر لیتا ہوں۔ اور دو زبان میں میری استانی دہی ہیں۔ مرحوم خلیفہ صاحب نے اس پر ایک فرمائشی توجہ لگایا، اس کے بعد بھی انہوں نے کئی موقعوں پر مجھ سے بعض باتیں دریافت کیں۔ مرحوم کی کتاب "تقریباً" پر ایک اخبار (ہماری زبان کراچی) نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ اس میں خلیفہ صاحب نے "عار" کو مذکر لکھا ہے حالانکہ یہ مؤنث ہے۔ خلیفہ صاحب نے ہم لوگوں سے دریافت کیا۔ مولانا رئیس احمد جعفری نے کہا کہ عار مذکر ہے۔ میں نے کہا میرے کان اس کی تائید سے آشنا ہیں۔ مزید تصدیق زوج اللغات سے کی جائے گی۔ دوسرے دن "زوج اللغات" نے میری رائے کی تائید کی اور اتفاق سے اسی دن "جامع اللغات" سے بھی اس کی تصدیق ہو گئی۔

میں جب کپور تھلے (مشرقی پنجاب) میں تھا تو جناب خواجه حسن نقاشی نے میرے پاس ایک کتاب بھیجی کہ اس کتاب کی تصحیح کر کے اس کی زبان کو سہل بنا دیا جائے۔ اس میں بڑا مفاد پچاسوں محاورات، ضرب الامثال اور کہاوتیں ایسی تھیں جن سے میں بالکل ناواقف تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ دو چار مقامات کے سوا سارے مقامات مرحوم ہی نے حل کیے تھے۔ ایک بار مولانا قسما عیادی نے مجھے اپنی ایک غزل سنائی جس میں ایک مصرعہ یوں تھا

سایہ پڑا پڑھ جب جو سر ہو گیا

میں نے عرض کیا کہ مضمون کے متعلق تو کچھ عرض کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ لیکن ایک لفظ